© rasailojaraid.com

دینی علوم کی فضیلت اور اس کے اثرات

عبدالرزاق ظہیر مدرس جامعہ سلفیہ

﴿انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء﴾ (فاطر)

حقیقت یہ ہے کہ اللہ کے بندوں میں سے صرف علم رکھنے والے لوگ ہی اس سے ڈرتے ہیں۔ علم کی ضرورت اور اس کی اہمیت وفضیلت سے کوئی عقلمند انکار نہیں کرسکتا اور اس کے مرتبہ پر قرآن وحدیث شاہد ہے۔

رب قدوس اپنے کلام مجید میں فرماتے ہیں:

﴿یرفع اللہ الذین آمنوا منکم والذین اوتو العلم درجات﴾ (سورۃ مجادلہ)

''جو لوگ تم میں سے ایمان لائے اور جن کو علم ملا (دین کے عالم) اللہ تعالیٰ ان کے درجات دنیا و آخرت میں بلند کرے گا۔''

نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں:

﴿فضل العالم علی العابد کفضلی علی ادناکم﴾ (مشکوٰۃ)

''کہ عالم کی فضیلت عابد پر اس طرح ہے' جس طرح میری فضیلت تمہارے ادنیٰ پر ہے۔''

اس حدیث مبارکہ سے ہم علم کی اہمیت کا اندازہ لگا سکتے ہیں' کہ عام آدمی تو کجا عالم اور عابد کے مقام میں بھی زمین آسمان کا فرق ہے۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک لوگ روٹی اور پانی سے بھی پہلے علم کے محتاج ہیں' علم کی ضرورت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں:

﴿الناس محتاجون الی العلم قبل الخبز والماء لان العلم یحتاج الیہ الانسان فی کل ساعة والخبز والماء فی یوم مرة ومرتین﴾

''کہ لوگ روٹی اور پانی سے بھی قبل علم کے محتاج ہیں' کیونکہ انسان علم کا ہر وقت محتاج ہوتا ہے' جبکہ روٹی اور پانی کی دن میں ایک یا دو مرتبہ ضرورت پڑتی ہے۔''

غور فرمایئے' امام صاحب کے نزدیک علم کی اہمیت روٹی اور پانی سے بھی کہیں زیادہ ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ علم کیا ہے اور کونسے علم کے متعلق یہ فضیلت ہے۔

علمائے کے نزدیک علم کی تعریف

علماء نے علم کی تعریف یہ کی ہے کہ علم یقین اور ظہور کا نام ہے۔ اب جس آدمی کو اللہ کی صفات کا علم ہوگا' اس کی قدرت اور طاقت کو جانتا ہوگا' تو ضرور اس کے دل میں اللہ کی خشیت ہوگی' کیونکہ آدمی کو جس بات کا یقین ہوتا ہے' اس کو کر گزرتا ہے' اب اگر کسی کو اللہ تعالیٰ قرآن اور نبی ﷺ پر یقین ہوگا تو وہ اس پر عمل بھی کرے گا۔ اگر عمل نہ کرے' تو گویا اس کو یقین نہیں' جب یقین نہیں تو وہ عالم بھی نہیں۔ حقیقی عالم کو اپنے علم پر یقین ہوتا ہے' پھر وہ ہر وقت خوف خدا سے لرزتا رہتا ہے۔

میں نے جو آیت مبارکہ شروع میں نقل کی ہے' سید ابوالاعلیٰ مودودی اپنی تفسیر تفہیم القرآن میں اس آیت کے تحت لکھتے ہیں' یعنی جو شخص اللہ کی صفات سے جتنا زیادہ ناواقف ہوگا' وہ اس سے اتنا ہی بے خوف ہوگا اور اس کے برعکس جس شخص کو اللہ تعالیٰ کی قدرت اس کے علم' اس کی حکمت' اس کی قہاری وجباری اور اس کی دوسری صفات کی معرفت حاصل ہوگی' وہ اتنا ہی اس کی نافرمانی سے خوف کھائے گا' بس درحقیقت اس آیت میں علم سے مراد فلسفہ و سائنس اور تاریخ وریاضی وغیرہ کے درسی علوم نہیں ہیں' بلکہ صفات الٰہی کا علم ہے۔

علوم دینوی کے بحر میں غوطے لگانے سے
زبان گو صاف ہو جاتی ہے دل طاہر نہیں ہوتا
حضور قلب اگر حاصل نہیں تجھ کو تو تعجب کیا
خدا جب دل سے غائب ہو تو دل حاضر نہیں ہوتا

تو معلوم ہوا کہ جس کے دل کے اندر خشیت الٰہی نہیں' ظاہر طور پر وہ جتنا بھی پڑھا لکھا ہو شرعاً وہ عالم نہیں۔

چنانچہ حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ فرماتے ہیں:

﴿لیس العلم عن کثرة الحدیث ولکن العلم عن کثرة الخشیة﴾

''علم کثرت حدیث کی بناء پر نہیں' بلکہ خوف خدا کی کثرت کے لحاظ سے ہے۔''

سعد بن ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے پوچھا کہ مدین میں سب سے بڑا فقیہ کون ہے تو فرمایا

﴿اتقاھم لربہ﴾

''جو اپنے رب سے سب سے زیادہ ڈرنے وال ہے۔''

حضرت ربیع بن انس ؓ فرماتے ہیں:

﴿من لم یخش فلیس بعالم﴾

''جس آدمی کے اندر خشیت نہیں' وہ عالم نہیں۔''

اب خشیت کے متعلق ایک صحابی حضرت سعید بن جبیر ؓ فرماتے ہیں:

﴿الخشیة التی تحول بینک وبین

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

معصیۃ اللہ عزوجل﴾

''خشیت الٰہی وہ ہے، جو تیرے اور معصیت کے درمیان حائل ہو کر اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے بچاتی ہے۔''

حقیقی بات یہ ہے کہ صحیح عالم خشیت الٰہی کا منبع ہوتا ہے، جس سے لوگ مستفید ہوتے ہیں۔ امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

﴿العالم من خشی الرحمن بالغیب ورغب فیما رغب اللہ فیہ وزھد فیما سخط اللہ فیہ﴾

''عالم وہ ہے جو رحمن سے بن دیکھے ڈرتا ہے اور ایسی چیز میں رغبت رکھتا ہے، جو اللہ تعالیٰ کو مرغوب ہے اور جس کام سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوتا ہے، اس سے الگ ہو جاتا ہے۔''

خشیت الٰہی رکھنے والے عالم کی مثال امام غزالی رحمہ اللہ نے اس طرح دی ہے کہ وہ پھل دار درخت کی طرح ہوتا ہے، کوئی اس درخت پر اینٹ یا پتھر پھینکے تو شجر ثمر دار جواب میں پتھر نہیں پھل پھینکتا ہے۔

دوسری مثال یہ کہ خشیت الٰہی رکھنے والے عالم ثمر دار ٹہنی کی طرح ہوتے ہیں، یعنی ایسی ٹہنی زمین کی طرف جھکی ہوتی ہے اور بے ثمر شاخ اوپر اٹھی ہوتی ہے۔ اسی طرح خوف خدا سے عالم جھکا ہوتا ہے۔ اس میں عاجزی اور انکساری ہوتی ہے، خوف خدا سے خالی عالم بے ثمر شاخ کی طرح گردن اکڑا کر چلتا ہے۔ اس میں نخوت اور غرور ہوتا ہے، کیونکہ علم تو ایک نور ہے، جو دل میں اتر کر دل کو جلا بخشتا ہے اور اس کے سینے کو منور کرتا ہے۔ دل کو خشیت الٰہی کا مرکز بنا دیتا ہے اور اگر کسی کا علم صرف زبان کی حد تک رہے، اس کے اندر خشیت پیدا نہ ہو تو وہ عالم نہیں بلکہ جاہل ہے۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

﴿ان العلم لیس بکثرۃ الروایۃ وانما العلم نور یجعلہ اللہ فی القلب﴾

''علم کثرت روایت کا نام نہیں، حقیقی علم تو ایک نور ہے، جو اللہ تعالیٰ کسی کے دل میں ڈال دے۔''

اس کی مزید وضاحت امام حسن بصری کے اس فرمان سے ہوتی ہے کہ ''علم دو طرح کا ہوتا ہے، ایک علم اللسان (زبان کا علم) جو ابن آدم کے خلاف خدا کے ہاں دلیل بنے گا۔ دوسرا علم فی القلب (دل میں اتر جانے والا علم) یہی نفع بخش علم ہے۔ کہ:

تیرے ضمیر پہ جب تک نہ ہو نزول کتاب
گرہ کشاہ ہے نہ رازی نہ صاحب کشاف

بغیر عمل کے علم آدمی کیلئے تباہی کا سبب ہے۔''

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ علماء بد کی مثال ایسی ہے، جیسے کوئی پتھر نہر کے منہ پر رکھ دیا جائے نہ تو وہ خود پانی پیے گا نہ پانی کو آگے بہنے دے گا کہ کھیتوں اور باغوں کو میرابی نصیب ہو حضور علیہ السلام نے فرمایا:

''معراج کی رات میرا گزر ایسے لوگوں کے پاس سے بھی ہوا، جن کے ہونٹ آگ کی قینچیوں سے کاٹے جا رہے تھے۔ میں نے پوچھا تم کون ہو، کہنے لگے کہ ہم لوگوں کو نیکی کی باتیں بتاتے تھے، لیکن خود ان پر عمل نہ کرتے تھے۔ ہم دوسروں کو برائی سے منع کرتے تھے، مگر خود ان برائیوں میں ملوث تھے۔''

ایک روز شیخ شقیق بلخی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے شاگرد حاتم اصم سے پوچھا حاتم تم کتنے دنوں سے میرے ساتھ ہو۔ انہوں نے جواب دیا کہ تینتیس سال سے۔ شیخ صاحب نے کہا کہ بتاؤ اتنے طویل عرصے میں آپ نے مجھ سے کیا سیکھا.....؟ شاگرد نے کہا صرف آٹھ مسئلے۔ شیخ نے کہا:

﴿انا للہ وانا الیہ راجعون﴾

میرے اوقات تیرے اوپر ضائع چلے گئے، کہ تم نے صرف آٹھ مسئلے سیکھے۔ حاتم نے کہا استاد محترم زیادہ نہیں سیکھ سکا اور جھوٹ بھی نہیں بول سکتا۔ استاد نے کہا اچھا بتاؤ کیا سیکھا ہے.....؟

۱۔ حاتم نے کہا کہ میں نے مخلوق کو دیکھا تو معلوم ہوا کہ ہر کسی کا کوئی محبوب ہوتا ہے، لیکن جب قبر میں پہنچ جاتا ہے، تو محبوب سے جدا ہو جاتا ہے۔ اس لئے میں نے اپنا محبوب نیکیوں کو بنا لیا ہے۔ جب قبر میں جاؤں گا، تو یہ میرا محبوب میرے ساتھ رہے گا۔

۲۔ میں نے خدا کے فرمان پر غور کیا:

﴿واما من خاف مقام ربہ ونہی النفس عن الھوی فان الجنۃ ھی الماوی﴾

''اور جو اپنے رب کے سامنے کھڑا ہونے سے ڈر گیا اور اپنے نفس کو خواہشات سے باز رکھا تو جنت ان کا ٹھکانہ ہوگی۔''

تو اپنے نفس کو برائیوں سے لگام دی، خواہشات انسانی سے بچنے کی محنت کی، یہاں تک کہ میرا نفس اطاعت الٰہی پر جم گیا۔

۳۔ لوگوں کو دیکھا کہ اگر کسی کے پاس کوئی قیمتی چیز ہے تو اس کو سنبھال کر رکھتا ہے اور اس کی حفاظت کرتا ہے، پھر اللہ کا فرمان دیکھا:

﴿ما عندکم ینفد وما عند اللہ باق﴾ (سورۃ النحل)

''جو کچھ تمہارے پاس ہے، وہ ختم ہونے والا ہے اور جو اللہ کے پاس ہے وہ باقی رہنے والا ہے۔''

تو جو چیز قیمتی میرے ہاتھ آئی اسے خدا کی طرف پھیر دیا تا کہ وہ محفوظ رہے اور وہ کبھی ضائع نہ ہوگی۔

۳۔ لوگوں کو دیکھا تو کسی کا رجحان دنیاوی مال، حسب و نسب اور دنیوی جاہ و منصب پر پایا ان امور پر غور کرنے سے یہ چیزیں ہیچ دکھائی دیں ادھر فرمان الٰہی پڑھا۔

﴿ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم﴾ (سورۃ الحجرات)

''بے شک اللہ تعالیٰ کے نزدیک تم میں سے سب

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

سے زیادہ عزت والا ہے وہ ہے جو تم میں سے زیادہ پرہیز گار ہے۔''

تو میں نے تقویٰ اختیار کیا کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں عزت پاؤں۔

۵۔ میں نے دیکھا کہ لوگ آپس میں گمان بد رکھتے ہیں ایک دوسرے کو برا کہتے ہیں دوسری طرف فرمان الٰہی دیکھا

﴿نحن قسمنا بينهم معيشتهم﴾ (سورۃ الزخرف)

'' دنیوی زندگی میں ان کے درمیان ذرائع معیشت تو ہم نے تقسیم کئے ہیں اس لئے میں نے حسد چھوڑ کر خلق سے کنارہ کرلیا۔ اور یقین ہوا کہ قسمت صرف اللہ کے ہاتھ میں ہے لہٰذا خلق کی عداوت سے باز آ گیا۔

۶۔ لوگوں کو دیکھا کہ ایک دوسرے سے سرکشی اور کشت وخون کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کیا تو اس نے فرمایا

﴿ان الشيطن لكم عدو فاتخذوه عدوا﴾ (سورۃ فاطر)

'' درحقیقت شیطان تمہارا دشمن ہے اس لئے تم بھی اسے اپنا دشمن ہی سمجھو۔''

اس لئے میں نے اکیلے شیطان کا اپنا دشمن ٹھہرالیا۔ اور اس بات کی کوشش کی کہ اس سے بچتا رہوں اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی عداوت پر گواہی دی ہے لہٰذا میں نے مخلوق سے عداوت چھوڑ کر اپنا سینہ صاف کر لیا''

۷۔ لوگوں کو دیکھا کہ روٹی کے ٹکڑے پر اپنے نفس کو ذلیل کر رہے ہیں ناجائز امور میں قدم رکھتے ہیں۔ میں نے ارشاد باری تعالیٰ دیکھا۔

﴿وما من دابة في الارض الا على الله رزقها﴾ (سورۃ ہود)

'' زمین پر چلنے والا کوئی جاندار ایسا نہیں جس کا رزق اللہ تعالیٰ کے ذمے نہیں ہے۔''

پھر ان باتوں میں مشغول ہوا جو اللہ کے حقوق میرے ذمے ہیں اور میں نے اس رزق کی طلب ترک کر دی جو اللہ کے ذمے تھے۔

۸۔ میں نے خلق کو دیکھا کہ کوئی کسی عارضی چیز پر بھروسہ کرتا ہے کوئی اپنی تجارت پر کوئی اپنے پیشے پر کوئی بدن پر کوئی اپنی طرح کی مخلوق پر تکیہ کرتا ہے میں نے خدا تعالیٰ کی طرف رجوع کیا تو یہ ارشاد پایا۔

﴿ومن يتوكل على الله فهو حسبه﴾ (سورۃ طلاق)

'' جو اللہ پر بھروسہ کرتا ہے اس کیلئے وہ کافی ہے۔''

تو میں نے خدا پر توکل کیا وہی مجھے کافی ہے۔

شیخ بلخی نے فرمایا۔ اے میرے پیارے شاگرد حاتم خدا آپ کو ان کی توفیق نصیب کرے' میں نے جو تورات' انجیل' زبور اور قرآن کے علوم کا مطالعہ کیا' تو ان سب کی اصل جڑ بنیاد انہیں آٹھ مسائل پر پائی ہے' ان آٹھ مسائل پر عمل کرنے والا چاروں آسمانی کتابوں کا عامل ہوا۔

(بحوالہ احیاء العلوم غزالیؒ)

میری ملت کے علماء وفضلاء اور میری ملت کے مہکتے ہوئے پھولو! ایسے ہی علم کے متعلق علی وجہ البصیرت کہا جاتا ہے کہ علم جنت کی راہ کا مینارہ ہے۔ اللہ تعالیٰ علم کی بدولت قوموں کو عروج دیتا ہے' علم کی وجہ سے عمل میں حسن آ جاتا ہے۔ فرشتے اہل علم کی رفاقت کا اشتیاق رکھتے ہیں۔ اپنے نورانی پروں سے ان کو چھوتے ہیں اور خشک وتر چیز ان کی بخشش کی دعا کرتی ہے۔ سمند کے اندر مچھلیاں جنگلات کے درندے اور آسمان کے ستارے بھی اہل علم کیلئے مغفرت کی دعائیں کرتے ہیں۔ علم کی زندگی اور آنکھوں کا نور دل کی قوت ہے۔ علم آدمی کا محافظ ہے' اسی علم کے ذریعے آدمی نیک لوگوں کی منزلیں پاتا ہے۔ اسی علم کی روشنی میں اطاعت الٰہی کا جذبہ پیدا ہوتا ہے' یہی علم جہنم سے بچاؤ کا ذریعہ ہے۔ یہی علم ہماری کھوئی ہوئی عظمت وسطوت کی واپسی کی دلیل صادق ہے۔ یہی علم آدمی کا دنیا وآخرت میں صدیق حمیم ہے۔ ہمارے لئے اس واقعہ کے اندر ایک عظیم سبق ہے کہ ہم اور ہمارے علماء خصوصاً آج یہ دیکھیں کہ آیا ان کے اندر یہ آٹھ چیزیں موجود ہیں......؟

اگر موجود ہیں تو خوش نصیبی ہے' اگر نہیں تو انہوں نے اس علم سے صحیح استفادہ نہیں کیا اور ہم دیکھتے ہیں کہ ہمارے بعض نام نہاد علماء نے خالق کو چھوڑ کر مخلوق پر تکیہ کیا ہوا ہے اور بعض چڑھتے سورج کو سلام کرتے ہیں۔

بڑے لوگوں کی پیشانیوں کو دیکھ کر مسئلے بتاتے ہیں اور حکمرانوں کی کرسیوں کو سلام کرتے ہیں' جبکہ علماء کا کام تو یہ تھا:

﴿افضل الجهاد كلمة حق عند سلطان جائر﴾

'' کہ جابر حکمرانوں کے سامنے کلمہ حق کی صدائی بلند کرتے۔''

جسے اسلام کی عظمت پہ کٹ مرنا نہ آتا ہو
مسلمانوں کے بیڑے کا کھویا ہو نہیں سکتا

حضرت حذیفہؓ نے فرمایا کہ اپنے آپ کو فتنے کی جگہ سے بچاؤ' لوگوں نے پوچھا کہ وہ کون سی جگہیں ہیں۔

تو فرمایا امیروں کے دروازے

امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں' ایک جنگل ہے' جس میں وہی عالم رہیں گے' جو بادشاہوں کی زیارت کو جاتے ہوں گے۔ علماء کے شایان شان نہیں کہ در در کی ٹھوکریں کھاتے پھریں اور کشکول گدائی لے کر پھرتے رہیں۔

علماء کی شان اس سے بلند ہے علماء کو تو آسمان کے ستارے سے تشبیہ دی جاتی ہے۔ ستاروں کے تین

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

فائدے ہیں۔

۱۔ اندھیری رات میں ان سے راستہ معلوم ہوتا ہے۔

۲۔ آسمان کی زینت ہیں۔

۳۔ شیطانوں کو چنگاڑے پڑتے ہیں۔

علماء بھی زمین پر تین اوصاف رکھتے ہیں:

۱۔ گمراہی میں ان سے راہنمائی لی جاتی ہے۔

۲۔ زمین کی زینت ہیں۔

۳۔ جو لوگ حق و باطل میں امتزاج کرتے ہیں ان کیلئے تازیانوں کا کام دیتے ہیں۔

امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے یہاں تک فرمایا کہ:

”علماء کے لکھنے کی سیاہی شہیدوں کے خون کے ساتھ تولی جائے گی تو سیاہی بھاری نکلے گی۔“

علم کے مقابلے میں دنیا کیا چیز ہے

دنیا کے سارے تخت و تاج مل کر بھی علماء کے لکھے ہوئے ایک لفظ کا مقابلہ نہیں کرسکتے۔ مزید فرمایا کہ:

﴿لولا العلماء لصار الناس مثل البهائم﴾

”اگر علماء نہ ہوتے تو لوگ جانوروں کی طرح ہوتے۔“

علماء کو بھی احساس کمتری کا شکار ہونے کی بجائے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی زبان میں یہ کہنا چاہئے:

﴿رضينا قسمة الجبار فينا

لنا علم وللجهال مال

فان المال يفنى عن قريب

وان العلم يبقى لا يزال﴾

”ہم خدائے جبار کی تقسیم پر راضی ہیں، ہماری قسمت میں علم ہے اور جاہلوں کی قسمت میں مال ہے، بیشک مال جلد فنا ہونے والا ہے اور علم ہمیشہ باقی رہے گا۔“

علماء کو چاہئے کہ اپنی تمام امیدیں صرف اللہ سے وابستہ کریں، اسی کی طرف رجوع کریں، اسی کی ذات پر توکل کریں، اسی کے سامنے جبین نیاز جھکائیں، اسی کو اپنی کامیابی کیلئے پکاریں۔

عوام کی اصلاح کا درد ہر وقت اپنے دل میں رکھیں، سیکھنے والوں سے پیار کریں، اصل دین یعنی قرآن وسنت کی دعوت دیں۔ اتفاق و اتحاد کو عملی جامہ پہنائیں، اگر کسی سوال کا جواب نہ آئے تو غلط بتانے کی بجائے معذرت کر لیں، اس میں عالم کی کوئی توہین نہیں ہے، بلکہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

﴿والله ان الذي يفتي الناس في كل ما يسئلونه لمجنون﴾

”بخدا جو لوگوں کے ہر سوال کا مفتی بن کر جواب دیئے جاتا ہے، وہ مجنون ہے۔“

اور یہ بات عقلاً بھی محال ہے کہ آدمی کو ہر قسم کے ہر سوال کا جواب آتا ہے، بلکہ بعض علماء کا رویہ اس قسم کا ہے کہ اپنی تبلیغ و تقریر کے اندر کوئی اصلاحی بات نہیں، بلکہ انتشار ہے۔ اتحاد کی بجائے فرقہ وارانہ گفتگو، کوئی عمل کی بات نہیں، کوئی کام کی بات نہیں۔ جو منہ میں آیا، کہہ دیا، قطع نظر اس بات کے کہ اسلام اس کی اجازت دیتا بھی ہے یا نہیں اور پھر اگر کوئی آدمی دوران خطاب یا بعد میں کسی قسم کا سوال کر بیٹھے تو اس کی خیر نہیں، یا تو فدا کار اس سائل کی زبان بند کر دیں گے، یا خطیب بے بدل تکبر میں آ کر ایسی بات کرے گا، جس سے وہ بے چارہ نشانہ مذاق بن جائے گا۔ ایسے خطباء کے متعلق کسی نے کہا ہے۔

واعظوں میں یہ تکبر کہ الٰہی توبہ
اپنی ہر بات کو آواز خدا کہتے ہیں
ان کے ہر کام میں دنیا طلبی کا سودا
ہاں مگر وعظ میں دنیا کو برا کہتے ہیں
فرقہ بندی کی ہوا تیرے گلستان میں چلی
یہ وہ ناداں ہیں جو اسے باد صبا کہتے ہیں

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خطابت کا کون معترف نہیں ہے۔ لیکن جب ان سے دوران خطاب سوال کیا جاتا، تو رک جاتے اور اسے جواب سے مطمئن کر کے پھر دوبارہ خطاب شروع کرتے۔ اس لئے کہ جس کے دل میں خشیت الٰہی ہو، وہ خدا کے خوف سے دبا اور جھکا ہوا ہوتا ہے۔ وہ تول تول کر بولتا ہے اور بول بول کر پرتولتا ہے اور اسے یقین ہوتا ہے کہ دل کی نیت پر خدائے بزرگ و برتر کی نظر ہے اور زبان سے نکلنے والا ہر لفظ ریکارڈ ہو رہا ہے۔ وہ لوگوں کی حقارت پر نہیں، بلکہ ان کی اصلاح پر حریص ہوتا ہے۔

اللهم انا نسئلك علما نافعا

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

© rasailojaraid.com